An International Journal of ISLAMIC AND SOCIAL SCIENCES

PAKISTAN ISLAMICUS

(An International Journal of Islamic and Social Sciences)

January-March, 2025, Volume:06, Issue:01 Pages:01-08

Journal Website: https://pakistanislamicus.com/index.php/home

Publisher Website: https://www.mircpk.net

HEC "Y" Category HJRS HEC Journal Recognition System

تبصرہ کتاب "میزان الادیان بالاسلام" از ابو سعد مولانا گل رضا عطاری

BOOK REVIEW: MĪZĀN AL-ADYĀN BI AL-ISLĀM BY ABU SAAD MAULANA GUL RAZA ATTARI

***Humair Ahmad Naseer**[1]**, Dr Bushra Subhan**[2]

[1]PhD Scholar, Islamic Studies, Muslim Youth (MY) University, Islamabad, Pakistan.

[2]Assistant Professor, Institute of Islamic Studies & Shariah, Muslim Youth (MY) University, Islamabad, Pakistan.

ARTICLE INFO

Article History:

Received: December 08, 2025

Revised: January 02, 2026

Accepted: January 04, 2026

Available Online: January 07, 2026

Keywords:

Book Review

Mīzān al-Adyān bi al-Islām

Contemporary

Intellectual Conflict

Religious Diversity

Funding:

This research journal (PIIJISS) doesn't receive any specific grant from any funding agency in the public, commercial, or not-for-profit sectors.

Copyrights:

CC BY

Copyright Muslim Intellectuals Research Center. All Rights Reserved © 2021. This work is licensed under a [Creative Commons Attribution 4.0 International License](https://creativecommons.org/licenses/by/4.0/)

ABSTRACT

Contemporary era is marked by intellectual conflict, religious diversity, and ideological confrontation. On the one hand, various religions and belief systems exist with their historical and doctrinal foundations; on the other hand, trends such as Atheism, Skepticism, and Religious Aversion are rapidly gaining ground. In such a situation, the need for comparative study has become increasingly evident, as it provides a means to distinguish truth from falsehood and offers human thought a strong and rational criterion.

Islam, as the final and preserved religion, not only provides its followers with a complete code of life but also presents a comprehensive and balanced criterion for understanding and analysing other religions. The Holy Qur'an, through its unique methodological approach, clarifies the original sources of earlier revealed religions, as well as the subsequent distortions and doctrinal and practical deviations within them. This Qur'anic methodology has established a permanent foundational principle in the field of comparative religion and has continued to serve as a primary reference for Muslim thinkers and scholars.

In the Indo-Pak subcontinent, the tradition of comparative religion has a distinct historical background. In response to Christian missionary activities and modern intellectual movements, Muslim scholars not only defended Islam but also developed a strong tradition of scholarly comparison. Within this tradition, some works are purely polemical in nature, while others reflect research-based, analytical, and methodological awareness. The work of Abu Saad Maulana Gul Raza Attari, Mīzān al-Adyān bi al-Islām, can be placed in the latter category, where Islam is presented as the criterion of truth, and various religions and ideological systems are examined in its light.

A key distinction of this book is that it does not merely rely on descriptive comparison; rather, it evaluates other religions by placing Islamic theological, ethical, and intellectual principles as a criterion. The author's style is invitational, reformative, and scholarly, providing the reader not only with valuable information but also with intellectual guidance.

The purpose of this review is to present an analytical study of the book's scholarly methodology, writing style, use of sources and references, arguments, and its overall intellectual significance. This will help determine its academic value and clarify its position in the field of comparative religion. At the outset, the review will introduce the general features of the book, along with the author's research methodology and writing style.

***Corresponding Author's Email:** humairahmad9292@gmail.com

ادیانِ عالم کے مطالعے اور ان کے باہمی تقابل کی روایت محض علمی تجسس کا نتیجہ نہیں بلکہ انسانی فکر کی اس بنیادی ضرورت کا اظہار ہے جس کے تحت حق و باطل، ہدایت و ضلالت اور اصل و تحریف کے درمیان امتیاز قائم کیا جاتا ہے۔ تاریخِ انسانی گواہ ہے کہ مختلف ادیان اور فکری نظامات اپنے اپنے دعویٰ ہائے صداقت کے ساتھ سامنے آئے جن کے تجزیے کے لیے کبھی عقل کو معیار بنایا گیا اور کبھی تاریخ کو مگران معیارات کی محدودیت کے باعث نتائج اکثر غیر قطعی اور متضاد رہے۔ اس تناظر میں ایک ایسے جامع اور قطعی میزان کی ضرورت محسوس کی جاتی ہے جو نہ صرف مابعد الطبیعیاتی حقائق کی توضیح کر سکے بلکہ اعتقادی، اخلاقی اور عملی پہلوؤں کو بھی ہم آہنگ انداز میں جانچنے کی صلاحیت رکھتا ہو۔ یہی پس منظر علمِ تقابلِ ادیان کو محض بیانیہ مطالعے سے نکال کر ایک اصولی، تنقیدی اور منہجی علم کی صورت دیتا ہے جس میں کسی بھی مذہبی روایت کا جائزہ ایک واضح اور متعین معیار کی روشنی میں لیا جاتا ہے۔

کتاب کا تعارف

کتاب "میزانُ الادیان بالاسلام" اسلام کی روشنی میں مذاہب کا ترازو ایک جامع درسی و تحقیقی تصنیف ہے جو کنز المدارس بورڈ کے نصاب میں شامل ہونے کے باعث علمی و تعلیمی دونوں حیثیتوں کی حامل ہے۔ یہ کتاب سامی اور غیر سامی مذاہب کی تاریخ، بنیادی عقائد، عبادات، رسوم و رواج اور فکری پس منظر کو منظم انداز میں بیان کرتے ہوئے اسلام کو میزانِ حق قرار دے کر تقابلی مطالعہ پیش کرتی ہے۔ اس کے مصنف ابو سعد مولانا گل رضا عطاری مدنی ہیں، جنہوں نے اس تصنیف میں کلاسیکی علمِ تقابلِ ادیان اور عصرِ حاضر کے فکری مباحث کو یکجا کرنے کی سعی کی ہے۔ کتاب کو مدینۃ العلمیہ نے مکتبۃ المدینہ کراچی سے 2023ء میں شائع کروایا۔ کتاب ھذا میں مصنف نے ایک جاندار اور مفصل مقدمہ تحریر کیا ہے۔[1] اس کے بعد اسلام، یہودیت، عیسائیت، مندائیت، ہندو مذہب، زرتشتیت، تاؤمت، بدھ مت، کنفیوشس ازم، جین مت، سکھ مذہب، دہریت والحاد، لبرلزم، استشراق، تبشیر، سیکولرازم، قادیانیت اور وحدت الادیان جیسے اہم مذہبی و فکری عنوانات کا تعارف اور اجمالی تجزیہ پیش کیا گیا ہے، جو قاری کو کتاب کے مجموعی منہج، تقابلی زاویۂ نظر اور فکری سمت کا واضح ادراک فراہم کرتا ہے۔[2]

یہ کتاب محض مذاہب کے تعارف تک محدود نہیں بلکہ اس کا بنیادی مقصد اسلام کی حقانیت اور دیگر مذاہب و نظریات کے مقابلے میں اسلام کی برتری کو علمی، عقلی اور نقلی دلائل سے ثابت کرنا ہے۔ یہ کتاب تقابل ادیان جیسے مشکل اور پیچیدہ موضوع پر ایک جامع گر مختصر مواد فراہم کرنے کی ضرورت کو پورا کرتی ہے۔ مصنف ابو سعد مولانا گل رضا عطاری مدنی نے اس کام کو ایک ایسے وقت میں پیش کیا ہے جب عالمِ اسلام سمیت دنیا بھر کے انسان الحاد، جدید سیکولرازم، لبرل ازم اور ماڈرن ازم جیسی جدید باطل مشکلوں سے متاثر اور پریشان ہیں۔ لہذا یہ کتاب نہ صرف ایک تعارفی نصابی کتاب ہے بلکہ نظریاتی محاذ پر اسلام کے دفاع کا ایک اہم ذریعہ بھی ہے۔

تبصرہ کتاب

کتاب میزانُ الادیان بالاسلام کا منہجِ تحقیق مجموعی طور پر متعدد پہلوؤں سے قابلِ تحسین ہے اگرچہ بعض مباحث میں مزید گہرے تجزیے کی گنجائش باقی رہتی ہے۔ مصنف نے آغاز ہی میں اعترافِ ماخذ اور تحدیدِ مواد کے اصول کو جس دیانت داری کے ساتھ واضح کیا ہے، وہ علمی اخلاقیات کی ایک عمدہ مثال ہے۔ انہوں نے صراحت کے ساتھ یہ تسلیم کیا ہے کہ دیگر ادیان سے متعلق تمام مواد براہِ راست ان کی اصل مذہبی کتب سے اخذ نہیں کیا گیا کیونکہ ان مذاہب کی بنیادی کتابیں یا تو اپنی مخصوص قدیم زبانوں میں ہیں یا ایسی زبانوں میں جن تک براہِ راست رسائی اور فہم آسان نہیں۔ چنانچہ اس ضرورت کے تحت ثانوی ماخذ، مستند تراجم اور جدید ذرائع خصوصاً علمی ویب سائٹس سے استفادہ کیا گیا ہے۔[3]

ثانوی ماخذ پر انحصار تحقیقی اعتبار سے ایک ممکنہ کمزوری شمار ہوتا ہے کیونکہ تراجم میں مفہومی اختلاف یا غیر مسلم مصنفین کی فکری جانبداری کا احتمال موجود رہتا ہے تاہم مصنف کا یہ واضح اعتراف ان کی علمی دیانت اور فکری شفافیت کو ظاہر کرتا ہے۔ مزید یہ کہ تمام ادیان و مذاہب کا براہِ راست اور ہمہ جہت مطالعہ ایک نہایت وسیع، پیچیدہ اور طویل المدت تحقیقی منصوبہ ہے۔ اس تناظر میں ایک نصابی سطح کی کتاب کے لیے ثانوی ماخذ سے استفادہ کرنا ایک قابلِ فہم علمی مجبوری کے طور پر قبول کیا جاسکتا ہے۔

اعتدال اور مقصدیت

مصنف نے مواد کی ترتیب میں افراط و تفریط سے گریز کرتے ہوئے راہِ اعتدال اختیار کی؛ نہ تو مباحث کو اس حد تک پھیلایا گیا ہے کہ نصابی مقصد او جھل ہو جائے اور نہ ہی انہیں اس قدر مختصر کیا گیا ہے کہ بنیادی علمی نکات تشنہ رہ جائیں۔ یہ اعتدال پسندانہ اسلوب اس امر کی ضمانت فراہم کرتا ہے کہ کتاب اپنے اصل ہدف یعنی اسلام کی حقانیت کو واضح اور مدلل انداز میں پیش کرنے سے منحرف نہیں ہوتی۔ اگرچہ گہری علمی تحقیق میں ہر مذہب کی تمام جزئیات کا احاطہ مطلوب ہوتا ہے لیکن اس کتاب میں دانستہ طور پر منتخب اور اہم نکات پر توجہ مرکوز کی گئی ہے تاکہ اصل پیغام زیادہ مؤثر انداز میں سامنے آسکے۔

نقلی و عقلی دلائل کا امتزاج

اسلام کی فوقیت اور حقانیت کو ثابت کرنے کے لیے کتاب میں صرف نقلی دلائل (قرآن و سنت) پر اکتفا نہیں کیا گیا بلکہ جہاں ضرورت محسوس ہوئی وہاں عقلی دلائل اور جدید علوم سے بھی استدلال کیا گیا ہے۔ عصرِ حاضر کے مغربی فکری نظریات مثلاً الحاد اور لبرلزم، کے مقابلے میں محض نقلی نصوص پر انحصار کافی نہیں رہتا۔ چنانچہ سائنسی، فلسفیانہ اور عقلی زاویوں کو شامل کرنا در اصل معاصر فکری چیلنجز کا سامنا کرنے کی ایک مؤثر حکمتِ عملی ہے جو کتاب کو نئی نسل اور فکری حلقوں کے لیے زیادہ قابلِ قبول اور مؤثر بناتی ہے۔

کتاب کی فکری تقسیم اور ساخت

کتاب کے مضامین کو مجموعی طور پر دو بڑے فکری حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے جو اس کی ساخت اور مقصد کو واضح کرتے ہیں:

- قدیم ادیان کا تقابلی مطالعہ
- جدید فکری نظریات کا رد و تجزیہ

قدیم اور کلاسیکی ادیان کا تقابلی مطالعہ

کتاب کا ایک نمایاں حصہ سامی اور غیر سامی ادیان کے تعارف، تاریخی پس منظر اور اسلام

سے تقابل پر مشتمل ہے۔ سامی ادیان میں بالخصوص یہودیت[4] اور عیسائیت[5] کو تفصیل سے زیرِ بحث لایا گیا ہے کیونکہ یہ دونوں مذاہب اسلام کی حقانیت کے دعوے کے مقابل سب سے بڑے فکری مدِّ مقابل سمجھے جاتے ہیں۔ مصنف نے ان مذاہب کے تقابل میں فروعی رسوم کے بجائے اصولی اور اعتقادی اختلافات پر توجہ مرکوز رکھی ہے جیسے عقیدۂ تثلیث، ناسخ و منسوخ کا تصور، شریعت کی حیثیت اور نبی کریم ﷺ کی رسالت کا انکار۔ یہودیت اور عیسائیت میں پائے جانے والے تحریف اور بگاڑ کو ثابت کرنے کے لیے تاریخی شواہد اور خود ان کی مذہبی کتب کے اندرونی تضادات سے استدلال کرنا اسلامی علمِ الکلام کی ایک مستحکم روایت ہے۔ مصنف نے عقلی دلائل کی شمولیت کے ذریعے اس روایت کو مزید تقویت دی ہے۔

غیر سامی یا مشرقی ادیان

کتاب میں ہندومت[6]، بدھ مت[7]، زرتشت مذہب[8]، جین مت[9] اور سکھ مذہب[10] جیسے اہم مشرقی مذاہب کو بھی شامل کیا گیا ہے۔ ان مذاہب کے بیان کا بنیادی مقصد ان کے تصورِ خدا، نبوت، آخرت اور معاشرتی نظام کو اسلام کے خالص توحیدی تصور سے ممتاز کرنا ہے۔ خصوصاً ہندو اور بدھ فلسفے میں پائے جانے والے وحدت الوجود یا غیر واضح الٰہی تصورات کا تقابل اسلام کے واضح، قاطع اور متعین تصورِ توحید سے کیا گیا ہے۔ اس کا مقصد تقابلی الہیات کے میدان میں اسلامی فکر کی برتری کو نمایاں کرنا ہے۔ یہ حصہ طلبہ کو اس حقیقت سے آگاہ کرتا ہے کہ اسلام کی حقانیت کا دائرہ صرف سامی مذاہب تک محدود نہیں بلکہ یہ تمام انسانی مذہبی تجربات کا ہمہ گیر جواب پیش کرتا ہے۔

جدید فکری و سیاسی نظریات کا تجزیہ

کتاب کا سب سے اہم اور معاصر پہلو وہ ہے جو جدید فکری چیلنجز سے متعلق ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ یہ محض ایک روایتی تقابلِ ادیان کی کتاب نہیں۔ دہریت[11]، الحاد[12]، لبرلزم[13]، سیکولرازم[14] اور وحدتُ الادیان[15] جیسے نظریات کو شامل کر کے مصنف نے کتاب کو عصرِ حاضر کے فکری مباحث سے جوڑ دیا ہے۔

فکری دفاع کا ارتقاء

روایتی کتب تقابلِ ادیان میں عموماً صرف مذاہب کا تذکرہ کیا جاتا تھا لیکن اس کتاب میں دہریت، الحاد، لبرلزم اور سیکولرازم کو شامل کرنا معاصر اسلامی علمی روایت میں ایک اہم ارتقائی تبدیلی کی عکاسی کرتا ہے۔ جدید الحاد کا رد محض مذہبی عقائد کی بنیاد پر ممکن نہیں بلکہ اس کے لیے سائنس، فلسفہ اور کاسمولوجی کے میدان میں مضبوط عقلی دلائل درکار ہوتے ہیں۔ مصنف کا جدید علوم سے استدلال اسی ضرورت کا عملی اظہار ہے۔ اسی طرح لبرلزم اور سیکولرازم کا تجزیہ اسلامی معاشرتی اور سیاسی نظام پر ان کے اثرات کو سمجھنے کے لیے ناگزیر ہے تاکہ یہ حقیقت واضح ہو سکے کہ اسلام محض ایک مذہب نہیں بلکہ ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے۔

وحدۃ الادیان یا باہم آہنگی کے نظریے کو بھی ایک سنجیدہ فکری چیلنج کے طور پر پیش کیا گیا ہے کیونکہ یہ اسلام کے ناسخ اور آخری دین ہونے کے بنیادی دعوے کی نفی کرتا ہے جو کتاب میزانُ الادیان بالاسلام کے مرکزی تصور کے بالکل منافی ہے۔ اس نظریے کا تنقیدی جائزہ اس بات کی علامت ہے کہ مصنف جدید فکری رجحانات کو نظرانداز کرنے کے بجائے انہیں علمی دیانت اور فکری پختگی کے ساتھ پرکھنے کا قائل ہے۔

کتاب کی تعلیمی قدر و افادیت اور علمی اہمیت

تعلیمی اور نظریاتی کردار

کتاب میزانُ الادیان بالاسلام بنیادی طور پر مدارسِ دینیہ کے لیے مرتب کی گئی ہے تاہم اس کی افادیت صرف نصابی دائرے تک محدود نہیں بلکہ پوری امتِ مسلمہ کے لیے بالعموم ایک فکری و نظریاتی رہنما کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس پہلو سے یہ کتاب محض معلوماتی نہیں بلکہ ایک واضح تعلیمی اور نظریاتی کردار ادا کرتی ہے جو قاری کی فکری تشکیل اور دینی شعور کی آبیاری میں مؤثر ثابت ہوتی ہے۔

ایمان کی تقویت اور فکری استحکام

کتاب کا ایک نمایاں مقصد مختلف ادیان کے تقابلی مطالعے کے ذریعے قارئین کے ایمان کو مضبوط اور مستحکم بنانا ہے۔ دیگر مذاہب کے اعتقادی کمزور پہلوؤں، داخلی تضادات اور فکری ابہامات کو واضح کر کے اسلام کی آفاقی تعلیمات کی حقانیت کو عقلی و نقلی دلائل کی بنیاد پر پیش کیا گیا ہے۔ اس علمی تقابل کے نتیجے میں قاری نہ صرف اسلام کی صداقت کو بہتر طور پر سمجھتا ہے بلکہ اس پر اس کا یقین مزید پختہ ہو جاتا ہے۔ اس اعتبار سے کتاب ایک مؤثر تحفظِ ایمان کا فریضہ انجام دیتی ہے۔

نظریاتی تحفظ اور بدمذہبیت سے بچاؤ

یہ کتاب محض اسلامی عقائد کے مثبت بیان تک محدود نہیں بلکہ قاری کو باطل ادیان و مذاہب کے عقائد، تصورات اور رسوم سے باخبر کر کے بدمذہبیت اور فکری گمراہی سے بچانے میں بھی اہم کردار ادا کرتی ہے۔ یہ طرزِ فکر ایک مضبوط نظریاتی دفاعی حکمتِ عملی پر مبنی ہے، جس کا مقصد نئی نسل کو اسلام کی فکری سرحدوں کی حفاظت کے لیے تیار کرنا ہے۔ عصرِ حاضر میں خصوصاً سوشل میڈیا اور ڈیجیٹل ذرائع کے ذریعے ہر نوع کے نظریات تک آسان رسائی کے پیشِ نظر اس قسم کی تعلیمی و فکری تربیت کی اہمیت دوچند ہو جاتی ہے۔

دینی نصاب کی تکمیل اور تدریسی افادیت

چونکہ اس کتاب کو کنز المدارس بورڈ کے نصاب میں شامل کیا گیا ہے اس لیے یہ درسِ نظامی کے طلبہ اور اساتذہ دونوں کے لیے ایک نہایت موزوں اور مفید نصابی کتاب کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس کا مختصر مگر جامع اسلوب اس امر کو یقینی بناتا ہے کہ طلبہ محدود وقت میں ایک وسیع اور اہم موضوع تقابل ادیان اور جدید فکری نظریات کا بنیادی اور ضروری علم حاصل کر سکیں۔ تدریسی نقطۂ نظر سے یہ کتاب نصاب کی تکمیل کے ساتھ ساتھ طلبہ میں فکری پختگی اور تحقیقی ذوق پیدا کرنے میں بھی معاون ثابت ہوتی ہے۔

تقابلی الٰہیات میں توازن اور علمی احتیاط

تقابل ادیان اور تقابلی الٰہیات میں بنیادی اصول یہ ہے کہ جب کسی مذہب کا تقابل کیا جائے تو محض اس کے انحرافات اور فکری بگاڑ پر تنقید سے قبل اس کے اصل اور مشترکہ مذہبی ورثے کو بھی دیانت داری سے تسلیم کیا جائے۔ خصوصاً یہودیت اور عیسائیت کے معاملے میں ان کے سامی پس منظر، ابتدائی تصورِ توحید، نبوت پر ایمان، اور آسمانی کتب سے وابستگی جیسے عناصر کو تسلیم کرنا علمی توازن کا تقاضا ہے۔ اس کے بعد ان تاریخی اور اعتقادی انحرافات پر تنقید زیادہ مضبوط اور مؤثر بن جاتی ہے۔

ایک محقق کے لیے یہ سوال نہایت اہم اور دلچسپ ہے کہ آیا مصنف نے اس توازن کو برقرار رکھا ہے یا نہیں کیونکہ اگر محض تنقیدی پہلو کو نمایاں کر دیا جائے اور تاریخی ارتقاء یا ابتدائی دینی اساس کو نظرانداز کر دیا جائے تو اس سے قاری ان مذاہب کے اصل پس منظر کو سمجھنے سے محروم رہ سکتا ہے۔ علمی تقابل کا حسن یہی ہے کہ وہ انصاف، توازن اور تاریخی شعور کے ساتھ کیا جائے تاکہ تنقید محض ردِ عمل نہ رہے بلکہ ایک مدلل اور معروضی علمی عمل بن سکے۔

لبرل ازم اور سیکولرازم کی تعریف اور تحدید کا مسئلہ

لبرل ازم اور سیکولرازم جیسے جدید فکری نظریات کوئی یکساں یا جامد تصورات نہیں بلکہ مغربی معاشروں میں یہ مختلف سطح، شیڈز اور تعبیرات کے ساتھ پائے جاتے ہیں۔ ایک سنجیدہ علمی بحث کے لیے یہ نہایت ضروری ہے کہ مصنف واضح کرے کہ وہ ان نظریات کی کس صورت کو تنقید کا نشانہ بنا رہا ہے۔ مثلاً:

- وہ انتہا پسند سیکولرازم جو مذہب کو مکمل طور پر زندگی کے ہر شعبے سے خارج کر دیتا ہے۔
- یا وہ معتدل سیکولر تصور جو مذہب کو نجی معاملہ سمجھتے ہوئے ریاستی وسماجی نظم سے الگ رکھتا ہے۔

اسی طرح لبرل ازم میں بھی اخلاقی آزادی، مذہبی آزادی اور مطلق انفرادیت پسندی کے درمیان واضح فرق موجود ہے۔ اگر ان فکری متبادلات کی تحدید اور درجہ بندی کے ساتھ تجزیہ کیا جائے تو یہ کتاب کے علمی معیار، فکری گہرائی اور معروضیت میں نمایاں اضافہ کر سکتا ہے۔ اس سے قاری کو یہ سمجھنے میں مدد ملتی ہے کہ اسلامی تنقید کن مخصوص نظری بنیادوں پر وارد ہو رہی ہے نہ کہ کسی مبہم یا عمومی تصور پر۔[16]

قادیانیت اور وحدتُ الادیان کی شمولیت: فکری حدود کا تعین

کتاب میں قادیانیت کو دیگر مذاہب کے ساتھ شامل کرنا ایک نہایت واضح اور بامعنی فکری موقف کی عکاسی کرتا ہے۔ اس کے ذریعے اس تحریک کو دائرۂ اسلام سے خارج اور ایک علیحدہ مذہبی دعوے کے طور پر پیش کیا گیا ہے، جو اسلامی عقیدۂ ختمِ نبوت کے تناظر میں اہلِ اسلام کا متفقہ موقف ہے۔ اس شمولیت سے یہ بات دوٹوک انداز میں واضح ہو جاتی ہے کہ اسلام اپنے بنیادی عقائد میں کسی قسم کی تعبیراتی نرمی یا سمجھوتے کو قبول نہیں کرتا۔

اسی طرح وحدتُ الادیان کو ایک فکری چیلنج کے طور پر شامل کرنا اس حقیقت کو نمایاں کرتا ہے کہ اسلام حقانیت میں شراکت یا مذہبی صداقت کی مساوات کے نظریے کو قبول نہیں کرتا۔ یہ نظریہ اگرچہ ظاہری طور پر رواداری اور ہم آہنگی کا دعویٰ کرتا ہے، مگر درحقیقت اسلام کے ناسخ اور آخری دین ہونے کے عقیدے سے متصادم ہے۔ ان دونوں موضوعات کی شمولیت عصری اسلامی فکر میں حدودِ ایمان اور نظریاتی سرحدوں کی حفاظت کے لیے کلیدی اہمیت رکھتی ہے اور کتاب کے دفاعی و اعتقادی کردار کو مزید مضبوط بناتی ہے۔[17]

لسانی و اسلوبیاتی معیار

کسی بھی تحقیقی مقالے یا کتابی تبصرے میں محض مواد کی علمی گہرائی ہی نہیں بلکہ اس کی لسانی پیشکش اور اسلوبِ بیان بھی غیر معمولی اہمیت رکھتا ہے کیونکہ یہی عنصر قاری تک علم کی منتقلی کو سہل یا مشکل بناتا ہے۔ اس اعتبار سے میزانُ الادیان بالاسلام کا لسانی و اسلوبی معیار مجموعی طور پر اطمینان بخش اور قابلِ تعریف ہے۔ مصنف نے پوری کتاب میں عموماً سہل، واضح اور معیاری اردو کا انتخاب کیا ہے۔ جو مدارسِ دینیہ کے طلبہ اور عمومی قارئین دونوں کے لیے قابلِ فہم ہے۔ غیر ضروری طوالت، پیچیدہ تراکیب اور مبہم تعبیرات سے حتی الامکان گریز کیا گیا ہے جس سے کتاب کی تدریسی افادیت میں اضافہ ہوتا ہے۔ مزید یہ کہ تعلیمی ضروریات کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے ہر موضوع کی بنیادی تعریف کو ابتدا ہی میں واضح انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ یہ اسلوب خصوصاً نصابی کتاب کے لیے نہایت موزوں ہے کیونکہ اس سے طالبِ علم کو موضوع کی فکری سمت اور حدود متعین کرنے میں آسانی ہوتی ہے۔

اسلوبِ تقابل اور ترتیبِ مضامین

کتاب کا تقابلی اسلوب نہایت منظم اور واضح ہے۔ ہر مذہب یا فکری نظریے کو عموماً درج ذیل ترتیب کے ساتھ پیش کیا گیا ہے:

- مذہب کا تعارف اور تاریخی پس منظر
- اہم عقائد، تصورات، رسم ورواج اور عبادات
- اسلام کے ساتھ تقابلی تجزیہ

یہ اسلوب قاری کو مرحلہ وار فہم فراہم کرتا ہے اور تقابل کو محض جذباتی یا خطیبانہ رد کے بجائے ایک منظم علمی عمل بناتا ہے۔ اسی ترتیب کی بدولت کتاب میں فکری ربط اور تسلسل برقرار رہتا ہے، جو تدریسی نقطۂ نظر سے ایک مثبت پہلو ہے۔

مجموعی علمی قدر وافادیت

مجموعی طور پر میزانُ الادیان بالاسلام، مدینۃُ العلمیہ کی کاوش کے تحت تقابل ادیان و مذاہب کے موضوع پر ایک بروقت، جامع اور مؤثر نصابی کتاب کی حیثیت رکھتی ہے۔ یہ کتاب طلبہ کو نہ صرف کلاسیکی مذاہب جیسے یہودیت، عیسائیت اور ہندوازم سے روشناس کراتی ہے بلکہ انہیں جدید فکری اور نظریاتی چیلنجز جیسے الحاد، لبرل ازم اور سیکولرازم کا سامنا کرنے کے لیے بھی فکری طور پر تیار کرتی ہے۔

اگرچہ یہ کتاب بذاتِ خود ایک مکمل پی ایچ ڈی سطح کا تحقیقی مقالہ نہیں مگر یہ ان تمام موضوعات کے لیے ایک مضبوط بنیادی فریم ورک اور نظریاتی اساس فراہم کرتی ہے جن پر مزید گہری علمی، فلسفیانہ اور تقابلی تحقیق کی جاسکتی ہے۔ ایک سنجیدہ محقق اس کتاب کے مطالعے کے بعد ہر مذہب یا نظریے کے کسی ایک پہلو کو منتخب کرکے اس پر کئی صفحات پر مشتمل تفصیلی تقابلی مطالعہ تحریر کیا جاسکتا ہے۔

مزید تحقیق کی سمتیں

یہ کتاب مستقبل کے محققین کے لیے متعدد تحقیقی راستے ہموار کرتی ہے، مثلاً:

- لبرل ازم اور سیکولرازم کے معتدل اور انتہا پسند دونوں رجحانات کا اسلامی فلسفہ اور فقہ کی روشنی میں تفصیلی تجزیہ اور اس کا رد۔
- مشرقی ادیان (خصوصاً ہندوازم) کے اصل مذہبی نصوص اور بنیادی مصادر سے براہِ راست تقابلی مواد جمع کرکے نصاب کو مزید علمی استحکام دینا۔
- جدید الحاد کے مقابلے میں جدید سائنسی اور فلسفیانہ دلائل کی روشنی میں اسلامی عقائد کا زیادہ وسیع اور گہرا دفاع پیش کرنا۔

مجموعی تاثر

میزانُ الادیان بالاسلام ایک اہم سنگِ میل کی حیثیت رکھتی ہے جو دینی مدارس کے نصاب کو معاصر فکری چیلنجز سے جوڑتی ہے اور نئی نسل کو اسلام کی حقانیت کے دفاع کے لیے ایک مضبوط نظریاتی ڈھانچہ فراہم کرتی ہے۔

میزانُ الادیان بالاسلام پر تنقیدی تبصرہ

کسی بھی علمی کام کی قدر و قیمت کا تعین صرف اس کی خوبیوں کے بیان سے مکمل نہیں ہوتا بلکہ اس کی علمی و منہج کی کمزوریوں، تحدیدات اور بہتری کی ممکنہ جہات کی نشاندہی بھی ضروری ہوتی ہے۔ چنانچہ میزانُ الادیان بالاسلام کے علمی منہج اور مواد میں بھی بعض ایسی تحدیدات اور کمزوریاں پائی جاتی ہیں جن پر تنقیدی نظر ڈالنا علمی دیانت کا تقاضا ہے۔ جن کا جائزہ ذیل میں پیش کیا جاتا ہے۔

کتاب میزان الادیان بالاسلام کا مجموعی تنقیدی جائزہ پیش کرتے ہوئے یہ بات واضح کرنا ضروری ہے کہ کسی بھی علمی کام کا حقیقی مقام اس وقت متعین ہوتا ہے جب اس کی خوبیوں کے ساتھ اس کی تحدیدات اور کمزوریوں کو بھی غیر جانبدارانہ انداز میں سامنے لایا جائے۔ میزان الادیان بالاسلام ایک نصابی اور دعوتی نوعیت کی کتاب ہے جس کا بنیادی مقصد اسلام کی حقانیت اور برتری کو واضح کرنا ہے۔ تاہم پی ایچ ڈی سطح کے تحقیقی معیار پر اس کا جائزہ لیا جائے تو متعدد علمی اور منہجی پہلو ایسے ہیں جو مزید گہرائی اور توسیع کے متقاضی نظر آتے ہیں جو کہ درج ذیل ہیں۔

1. منہج تحقیق کے اعتبار سے سب سے نمایاں تحدید ثانوی ماخذ پر بنیادی انحصار ہے مؤلف نے دیگر مذاہب کے عقائد کو براہ راست ان کی اصل مقدس کتب سے اخذ کرنے کے بجائے تراجم اور ویب سائٹس جیسے ذرائع سے استفادہ کیا ہے۔ تقابل ادیان کے اصول کے مطابق کسی مذہب کو سمجھنے کے لیے اس کے مستند بنیادی ماخذ سے براہ راست رجوع کرنا ناگزیر ہوتا ہے کیونکہ ثانوی ماخذ میں مصنف یا مترجم کی تعبیر اور فہم شامل ہو سکتی ہے جس سے اصل عقیدہ کی تصویر جزوی یا مبہم ہو سکتی ہے۔ مثال کے طور پر عیسائیت یا ہندوازم کے کسی عقیدے کو بیان کرتے وقت اگر اصل یونانی لاطینی یا سنسکرت مصادر کی بجائے اردو تراجم پر انحصار کیا جائے تو علمی وزن کم ہو جاتا ہے اور مخالف مذہب کے ماننے والوں کے نزدیک استدلال کمزور محسوس ہو سکتا ہے تحقیق میں بنیادی اور ثانوی ماخذ کے فرق کو واضح رکھنا اور اصل مصادر سے براہ راست استدلال پیش کرنا علمی دیانت کا تقاضا سمجھا جاتا ہے۔
2. اختصار کی پالیسی بھی ایک اہم تحدید کے طور پر سامنے آتی ہے کتاب کا مقصد جامع مگر مختصر تعارف فراہم کرنا ہے جس کے باعث ہر مذہب کے چند اہم امور پر اکتفا کیا گیا ہے حالانکہ تقابلی مطالعہ کی روح جزئیات میں پوشیدہ ہوتی ہے۔ ہندوازم جیسے مذہب کو اگر صرف چند مرکزی عقائد تک محدود کر دیا جائے تو اس کے مختلف فلسفیانہ مکاتب فکر اور فرقوں کی فکری گہرائی سامنے نہیں آتی۔ عیسائیت کے اندر کیتھولک پروٹسٹنٹ اور آرتھوڈوکس اختلافات یا یہودیت کے مختلف مکاتب کا ذکر اگر سرسری ہو تو تقابل ایک عمومی خاکہ بن کر رہ جاتا ہے۔[18] اس طرح اسلام کا

تقابل مخالف مذہب کے مکمل فکری وجود کے بجائے اس کے ایک منتخب پہلو سے ہو پاتا ہے جو تحقیقی معیار کے اعتبار سے ایک تحدید شمار ہو گا۔

3. مواد کی پیشکش میں ایک اور پہلو جدید مذاہب اور تحریکوں کی عدم شمولیت ہے اگرچہ الحاد اور لبرل ازم[19] جیسے نظریات شامل کیے گئے ہیں مگر بہائیت سائینٹولوجی اور نیو ایج موومنٹس جیسے معاصر رجحانات کا تفصیلی جائزہ موجود نہیں حالانکہ جدید فکری منظر نامے میں یہ تحریکیں بھی اپنے اثرات رکھتی ہیں ایک گہرا تحقیقی مطالعہ ان نئے رجحانات کو نظر انداز نہیں کرتا بلکہ ان کے پس منظر اور اسلامی تعلیمات سے تقابل کو بھی شامل کرتا ہے۔

4. تنقید کے اسلوب میں بھی یہ پہلو نمایاں ہے چونکہ کتاب کا مقصد عظمت اسلام کو اجاگر کرنا ہے اس لیے مخالف مذاہب پر تنقیدی انداز غالب ہے۔ تحقیقی معیار کے مطابق پہلے ہر مذہب کے عقائد کو ان کے اپنے دعوے کے مطابق غیر جذباتی انداز میں پیش کیا جاتا ہے پھر خالص علمی بنیادوں پر تجزیہ کیا جاتا ہے، اگر مخالف مذہب کے عقائد کو بیان کرتے وقت سختی کا لہجہ اختیار کیا جائے تو استدلال کی تاثیر کم ہو سکتی ہے۔ معروضی فاصلہ برقرار رکھنا تقابل ادیان کے ماہرین کی بنیادی شرط ہے۔

5. حوالہ جاتی نظام کے اعتبار سے بھی بعض کمزوریاں سامنے آتی ہیں۔ بنیادی ماخذ کا براہ راست استعمال محدود ہے اور ویب سائٹس یا عمومی کتب سے استفادہ کیا گیا ہے۔ تحقیقی معیار میں ہر دعویٰ کے ساتھ مکمل حوالہ دینا لازم ہوتا ہے جس میں مصنف، ناشر، سن اشاعت اور صفحہ نمبر شامل ہوں تاکہ توثیق کا عمل ممکن ہو سکے۔ اگر حوالہ جاتی تفصیلات مکمل نہ ہوں تو علمی اسناد متاثر ہوتی ہیں۔ مزید برآں غیر مسلم محققین کے کام سے استفادہ نہ کرنا ایک یک طرفہ ماخذ کا استعمال تصور کیا جا سکتا ہے، حالانکہ عالمی علمی گفتگو میں شمولیت کے لیے مختلف زاویوں سے ماخذ کو شامل کرنا ضروری ہوتا ہے۔

6. فکری اور اصطلاحی سطح پر بھی بعض ابہامات کی نشاندہی کی جا سکتی ہے لبرل ازم اور سیکولر ازم کو الگ عنوانات کے تحت بیان کیا گیا ہے مگر ان کے باہمی تعلق اور تاریخی ارتقاء کو مزید وضاحت کی ضرورت ہے۔ اسی طرح دہریت اور الحاد کے فرق کو تاریخی اور فلسفیانہ تناظر میں زیادہ مضبوط دلائل کے ساتھ پیش کرنا چاہیے تاکہ یہ محض اصطلاحی تفریق نہ رہے بلکہ فکری بنیادوں پر واضح ہو سکے۔ مغربی فلسفیانہ اصطلاحات کے اردو ترجمہ میں باریک معانی ضائع ہونے کا اندیشہ بھی رہتا ہے اس لیے لغوی اور اصطلاحی تعریفوں کو اصل ماخذ کے تناظر میں شامل کرنا ضروری ہے۔

7. تنظیمی ترتیب کے اعتبار سے اگرچہ مجموعی خاکہ منطقی ہے مگر بعض مقامات پر موضوعات کی ترتیب میں تسلسل متاثر ہو سکتا ہے۔ سامی مذاہب مشرقی مذاہب اور جدید نظریات کی درجہ بندی کے باوجود بعض فکری تحریکوں کو آخر میں شامل کرنے سے درجہ بندی کے اصول پر مزید وضاحت کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ تحقیقی سطح پر یہ سوال اہم ہوتا ہے کہ کون سی چیز مذہب ہے اور کون سی فکری تحریک اور ان کی درجہ بندی کن معیارات پر کی گئی ہے۔

8. عملی اور اطلاقی پہلو کی کمی بھی ایک نمایاں تحدید ہے۔ کتاب زیادہ تر عقائدی تقابل پر مرکوز ہے جبکہ جدید تحقیقی رجحان میں معاشی، سیاسی اور سماجی نظاموں کا تقابل بھی شامل کیا جاتا ہے۔ اسلامی معاشی اصولوں کا سرمایہ دارانہ نظام سے موازنہ اسلامی طرز حکمرانی کا سیکولر جمہوریت سے تقابل اور خاندانی نظام یا حقوق نسواں کے حوالے سے مختلف مذاہب کے عملی نتائج کا تجزیہ کتاب کی عصری معنویت میں اضافہ کر سکتا تھا۔

9. تاریخی اور ارتقائی تناظر کے حوالے سے بھی یہ کہا جا سکتا ہے کہ مذاہب کی داخلی تاریخ اور ان کے ارتقاء کو تفصیل سے بیان نہیں کیا گیا۔ عیسائیت میں پالینی اثرات یا ہندو ازم میں ویدک سے پورانک ادوار تک کی تبدیلیاں اگر گہرائی سے بیان کی جاتیں تو اسلام کے ناسخ اور مصلح ہونے کے دعوے کو تاریخی شواہد سے مزید مضبوط کیا جا سکتا تھا۔ اسی طرح مختلف مذاہب کے فرقوں کا تقابلی جائزہ تقابل کو زیادہ جامع بنا سکتا تھا۔

10. ثقافتی اور تہذیبی سیاق و سباق کے اعتبار سے اسلام کی آفاقیت کو صرف عقائدی برتری تک محدود رکھنے کے بجائے علمی سائنسی اور معاشرتی خدمات کے تناظر میں بھی نمایاں کرنا ضروری ہے۔ اسلام نے علم و فنون، عدل اجتماعی اور انسانی حقوق کے میدان میں جو تاریخی کردار ادا کیا اس کا تقابل دیگر تہذیبوں سے کیا جائے تو اسلام کا جامع ضابطہ حیات ہونا زیادہ واضح ہو سکتا ہے۔ کثیر الثقافتی دنیا میں اسلام کی آفاقیت کو اس انداز میں پیش کرنا کہ وہ عالمی اخلاقیات اور ماحولیاتی ذمہ داری جیسے موضوعات پر عملی رہنمائی فراہم کرتا ہے ایک اہم تحقیقی ضرورت ہے۔

مجموعی طور پر میزان الادیان بالاسلام ایک مضبوط نصابی بنیاد فراہم کرتی ہے مگر تحقیقی معیار کے مطابق اس کی سب سے بڑی تحدید اختصار، ثانوی ماخذ پر انحصار اور جزئیات سے صرف نظر ہے۔ یہ کتاب ایک ابتدائی مگر اہم سنگ بنیاد کی حیثیت رکھتی ہے۔ جس پر مزید عمیق اور ہمہ جہت تحقیق کی عمارت تعمیر کی جا سکتی ہے۔ علمی دیانت کا تقاضا یہی ہے کہ اس کی خدمات کو تسلیم کرتے ہوئے اس کی تحدیدات کو بھی واضح کیا جائے تاکہ آئندہ تحقیقی کام زیادہ مضبوط اور عالمی علمی معیار سے ہم آہنگ ہو سکے۔

REFERENCES - حوالہ جات

[1]Attari, G. R. (2023). *Meezan al-adyan bil Islam* (p. 9). Al-Madinat al-Ilmiyyah, Maktabat al-Madinah.

[2]Attari, G. R. (2023). *Meezan al-adyan bil Islam* (pp. 15–269). Al-Madinat al-Ilmiyyah, Maktabat al-Madinah.

[3]Attari, G. R. (2023). *Meezan al-adyan bil Islam* (p. 7). Al-Madinat al-Ilmiyyah, Maktabat al-Madinah.

[4]Attari, G. R. (2023). *Meezan al-adyan bil Islam* (p. 61). Al-Madinat al-Ilmiyyah, Maktabat al-Madinah.

[5]Attari, G. R. (2023). *Meezan al-adyan bil Islam* (p. 88). Al-Madinat al-Ilmiyyah, Maktabat al-Madinah.

[6]Attari, G. R. (2023). *Meezan al-adyan bil Islam* (p. 123). Al-Madinat al-Ilmiyyah, Maktabat al-Madinah.

[7]Attari, G. R. (2023). *Meezan al-adyan bil Islam* (p. 159). Al-Madinat al-Ilmiyyah, Maktabat al-Madinah.

[8] Attari, G. R. (2023). *Meezan al-adyan bil Islam* (p. 142). Al-Madinat al-Ilmiyyah, Maktabat al-Madinah.

[9] Attari, G. R. (2023). *Meezan al-adyan bil Islam* (p. 181). Al-Madinat al-Ilmiyyah, Maktabat al-Madinah.

[10]Attari, G. R. (2023). *Meezan al-adyan bil Islam* (p. 189). Al-Madinat al-Ilmiyyah, Maktabat al-Madinah.

[11]Attari, G. R. (2023). *Meezan al-adyan bil Islam* (p. 201). Al-Madinat al-Ilmiyyah, Maktabat al-Madinah.

[12]Attari, G. R. (2023). *Meezan al-adyan bil Islam* (p. 210). Al-Madinat al-Ilmiyyah, Maktabat al-Madinah.

[13]Attari, G. R. (2023). *Meezan al-adyan bil Islam* (p. 229). Al-Madinat al-Ilmiyyah, Maktabat al-Madinah.

[14]Attari, G. R. (2023). *Meezan al-adyan bil Islam* (p. 265). Al-Madinat al-Ilmiyyah, Maktabat al-Madinah.

[15]Attari, G. R. (2023). *Meezan al-adyan bil Islam* (pp. 210-217). Al-Madinat al-Ilmiyyah, Maktabat al-Madinah.

[16]Attari, G. R. (2023). *Meezan al-adyan bil Islam* (pp. 229–232). Al-Madinat al-Ilmiyyah, Maktabat al-Madinah.

[17]Attari, G. R. (2023). *Meezan al-adyan bil Islam* (pp. 245–269). Al-Madinat al-Ilmiyyah, Maktabat al-Madinah.

[18]Attari, G. R. (2023). *Meezan al-adyan bil Islam* (pp. 95–96). Al-Madinat al-Ilmiyyah, Maktabat al-Madinah.

[19]Attari, G. R. (2023). *Meezan al-adyan bil Islam* (pp. 203–217). Al-Madinat al-Ilmiyyah, Maktabat al-Madinah.